ہسپتال مظفرآباد کا ہنگامی وارڈ مفلوج، ڈاکٹروں کا احتجاج، مریض برآمدے میں علاج پر مجبور

کنول‌پور پولیس نے 20 فشارِ خون‌آشام مشتبہ افراد کو حراست میں لے کر 3 گھنٹوں میں ہی رہا کر دیا، مقدمہ درج نہ ہو سکا

□ نامہ نگار خصوصی / نمائندہ خصوصی

کنول‌پور پولیس نے جمعرات کی صبح شہر کے مختلف علاقوں سے 20 ایسے افراد کو حراست میں لیا جن کے فشارِ خون معمول سے غیر معمولی حد تک بلند پائے گئے۔ ان افراد کو تھانہ سٹی کنول‌پور منتقل کیا گیا، جہاں ان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی تیاری کی جا رہی تھی۔ تاہم تین گھنٹے کے اندر ہی تمام افراد کو بغیر کسی کارروائی کے رہا کر دیا گیا۔ پولیس کے مطابق یہ کارروائی ایس ایس پی کنول‌پور ڈاکٹر سلمان ہاشمی کے براہِ راست حکم پر کی گئی تھی۔

ایس ایس پی کنول‌پور نے اس کارروائی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ضلع میں گزشتہ چند ماہ کے دوران فشارِ خون سے متعلق پیچیدگیوں، خصوصاً دماغی شریان پھٹنے اور فالج کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ دیکھا گیا ہے۔ ان کے بقول ’’ہم یہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا یہ بلند فشار کسی بڑے منصوبے کا حصہ ہے، کیا کچھ لوگ جان بوجھ کر دوسروں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، اور اس کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما ہیں۔‘‘ انہوں نے کہا کہ تفتیش کے لیے ہر ممکن پہلو کو مدِنظر رکھا گیا۔

تاہم جب حراست میں لیے گئے افراد سے پوچھ گچھ کی گئی تو ان میں سے بیشتر کا کہنا تھا کہ وہ کسی سازش کا حصہ نہیں بلکہ برسوں سے فشارِ خون کے مریض ہیں اور روزمرہ زندگی میں اس کے اثرات سے نبرد آزما ہیں۔ ان میں سے کئی افراد کے پاس ادویات کے پرانے نسخے بھی موجود تھے۔ ایک بزرگ شہری نے، جو اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بات کر رہے تھے، کہا کہ ’’ہم صبح سے بھوکے بیٹھے تھے، ڈاکٹر نے کہا تھا کہ خالی پیٹ دوا نہ لیں، اور ہمیں یہاں لا کر بٹھا دیا گیا۔‘‘

ڈاکٹر سلمان ہاشمی نے اس کارروائی کو ’’طبی اصولوں کے منافی‘‘ قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ فشارِ خون کی تشخیص ایک سے زائد بار مختلف اوقات میں کی جاتی ہے، اور کسی ایک ریڈنگ کی بنیاد پر کسی شخص کو حراست میں لینا نہ صرف غیر سائنسی ہے بلکہ اس سے عام شہریوں میں خوف بھی پھیلتا ہے۔ ’’ہم نے پولیس کو بارہا لکھا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو مجرموں کی طرح نہ لیا جائے، مگر ہماری بات کون سنتا ہے۔‘‘

ڈاکٹر سلمان ہاشمی نے اس کارروائی کو ’’طبی اصولوں کے منافی‘‘ قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ فشارِ خون کی تشخیص ایک سے زائد بار مختلف اوقات میں کی جاتی ہے، اور کسی ایک ریڈنگ کی بنیاد پر کسی شخص کو حراست میں لینا نہ صرف غیر سائنسی ہے بلکہ اس سے عام شہریوں میں خوف بھی پھیلتا ہے۔ ’’ہم نے پولیس کو بارہا لکھا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو مجرموں کی طرح نہ لیا جائے، مگر ہماری بات کون سنتا ہے۔‘‘

(جاری ہے، صفحہ 2 کالم 12 میں ملاحظہ کریں)

ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں اس وقت صورتِ حال انتہائی کشیدہ ہے۔ ڈاکٹروں کی ہڑتال کے باعث وارڈ کے دروازے بند ہیں اور مریضوں کو برآمدے میں چارپائیوں پر لٹایا گیا ہے۔ ان میں بزرگ، خواتین اور کم عمر بچے بھی شامل ہیں۔ کئی مریضوں کے لواحقین کا کہنا ہے کہ انہیں دوائیں باہر سے خریدنی پڑ رہی ہیں، جبکہ بعض کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ وہ ادویات خرید سکیں۔ ایک بزرگ مریض کے بیٹے نے کہا کہ ’’ہم نے ایمرجنسی کا دروازہ کھٹکھٹایا، مگر کوئی جواب نہیں آیا، اب ہم کہاں جائیں؟‘‘

ڈاکٹروں کی ہڑتال کا آغاز پیر کی صبح ہوا تھا، جب ہسپتال انتظامیہ نے ایمرجنسی وارڈ میں تعینات تین ہاؤس آفیسرز کو ایک ہی رات میں تین مختلف شفٹوں میں ڈیوٹی دینے کا حکم دیا۔ ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے صدر ڈاکٹر فیصل رحمان کا کہنا ہے کہ یہ فیصلہ نہ صرف غیر انسانی ہے بلکہ مریضوں کی جان کے لیے بھی خطرناک ہے۔ ’’ایک ڈاکٹر جو 36 گھنٹے مسلسل کام کر چکا ہو، وہ کسی مریض کی جان کیسے بچا سکتا ہے؟‘‘ انہوں نے کہا کہ جب تک یہ حکم واپس نہیں لیا جاتا، ہڑتال ختم نہیں ہوگی۔

ہسپتال انتظامیہ کے ترجمان کے مطابق ایمرجنسی وارڈ میں روزانہ اوسطاً 210 مریض آتے ہیں، جبکہ وارڈ میں صرف 60 بستروں کی گنجائش ہے۔ ترجمان کا کہنا ہے کہ ’’ہم نے ڈاکٹروں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی ہے، مگر فوری طور پر نئی بھرتی ممکن نہیں، اس لیے موجودہ عملے سے ہی کام لینا پڑ رہا ہے۔‘‘ تاہم انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ہفتے کے آخر تک 12 نئے ڈاکٹرز کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(باقی صفحہ 2 کالم 1 میں ملاحظہ کریں)

ضلع کونسل کے چیئرمین حاجی نذیر احمد خٹک نے ہسپتال کا دورہ کیا اور ڈاکٹروں سے مذاکرات کیے۔ ان کا کہنا تھا کہ ’’مریض ہمارے ذمہ دار ہیں، ہم ان کی تکلیف کو سمجھتے ہیں، مگر ڈاکٹروں کا مطالبہ بھی جائز ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ایک ہفتے کے اندر ایمرجنسی وارڈ کی توسیع کے لیے 2 کروڑ روپے کی گرانٹ جاری کی جائے گی۔ تاہم ڈاکٹروں نے اس یقین دہانی کو ناکافی قرار دیا ہے۔

(باقی صفحہ 2 کالم 1 میں ملاحظہ کریں)

ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں اس وقت صورتِ حال انتہائی کشیدہ ہے۔ ڈاکٹروں کی ہڑتال کے باعث وارڈ کے دروازے بند ہیں اور مریضوں کو برآمدے میں چارپائیوں پر لٹایا گیا ہے۔ ان میں بزرگ، خواتین اور کم عمر بچے بھی شامل ہیں۔ کئی مریضوں کے لواحقین کا کہنا ہے کہ انہیں دوائیں باہر سے خریدنی پڑ رہی ہیں، جبکہ بعض کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ وہ ادویات خرید سکیں۔ ایک بزرگ مریض کے بیٹے نے کہا کہ ’’ہم نے ایمرجنسی کا دروازہ کھٹکھٹایا، مگر کوئی جواب نہیں آیا، اب ہم کہاں جائیں؟‘‘

ڈاکٹروں کی ہڑتال کا آغاز پیر کی صبح ہوا تھا، جب ہسپتال انتظامیہ نے ایمرجنسی وارڈ میں تعینات تین ہاؤس آفیسرز کو ایک ہی رات میں تین مختلف شفٹوں میں ڈیوٹی دینے کا حکم دیا۔ ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے صدر ڈاکٹر فیصل رحمان کا کہنا ہے کہ یہ فیصلہ نہ صرف غیر انسانی ہے بلکہ مریضوں کی جان کے لیے بھی خطرناک ہے۔ ’’ایک ڈاکٹر جو 36 گھنٹے مسلسل کام کر چکا ہو، وہ کسی مریض کی جان کیسے بچا سکتا ہے؟‘‘ انہوں نے کہا کہ جب تک یہ حکم واپس نہیں لیا جاتا، ہڑتال ختم نہیں ہوگی۔

ہسپتال کے ترجمان کے مطابق ایمرجنسی وارڈ میں روزانہ اوسطاً 210 مریض آتے ہیں، جبکہ وارڈ میں صرف 60 بستروں کی گنجائش ہے۔ ترجمان کا کہنا ہے کہ ’’ہم نے ڈاکٹروں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی ہے، مگر فوری طور پر نئی بھرتی ممکن نہیں، اس لیے موجودہ عملے سے ہی کام لینا پڑ رہا ہے۔‘‘ تاہم انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ہفتے کے آخر تک 12 نئے ڈاکٹرز کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(باقی صفحہ 2 کالم 1 میں ملاحظہ کریں)

ضلع کونسل کے چیئرمین حاجی نذیر احمد خٹک نے ہسپتال کا دورہ کیا اور ڈاکٹروں سے مذاکرات کیے۔ ان کا کہنا تھا کہ ’’مریض ہمارے ذمہ دار ہیں، ہم ان کی تکلیف کو سمجھتے ہیں، مگر ڈاکٹروں کا مطالبہ بھی جائز ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ایک ہفتے کے اندر ایمرجنسی وارڈ کی توسیع کے لیے 2 کروڑ روپے کی گرانٹ جاری کی جائے گی۔ تاہم ڈاکٹروں نے اس یقین دہانی کو ناکافی قرار دیا ہے۔

(باقی صفحہ 2 کالم 1 میں ملاحظہ کریں)